بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

مسئلہ

شرکیہ دم جھاڑا

پر فیصلہ کن بحث

مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑیؒ

ملنے کا پتہ

حافظ عزیز الرحمٰن

مکتبہ تنظیم اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر واشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر واشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

مسئلہ

شرکیہ دم جھاڑا

پر فیصلہ کن بحث

از

مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمہ اللہ

ملنے کا پتہ

حافظ عزیز الرحمٰن

مکتبہ تنظیم اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

قیمت ۲/۲۵ روپے

کیفیتِ بحث

مدّت سے عُلماء دہلی کے مابین یہ نزاع چلی آتی ہے کہ بوقتِ ضرورت شرکیہ دم جھاڑا جائز ہے یا نہیں؟ قائلینِ جواز پہلے مطلقاً جواز کا فتوےٰ دیتے تھے۔ خواہ اکراہ ہو یا نہ، لیکن اب وہ اکراہ کی صورت میں جواز کے قائل ہیں۔ اور بعض دیگر عُلماء کا بھی یہی خیال ہے کہ بصورتِ اکراہ شرکیہ دم جھاڑا جائز ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حالت اکراہ میں بھی شرکیہ دم جھاڑا ناجائز ہے۔ چنانچہ فریقین کی تحریریں ہمارے پاس پہنچیں اور اس کے متعلّق استفسار کیا۔ چونکہ یہ علماءً کی نزاع ہے اس لئے مختصر جواب نامناسب سمجھتے ہوئے مسئلہ مذکورہ پر مفصّل بحث کی گئی جو رسالہ ہذا کی صورت میں ہدیۂ ناظرین ہے اُمید ہے کہ ازالہ شکوک کے لئے کافی ہوگی۔ انشاءاللہ

ربّنا تقبّل منّا انك انت السميع العليم

(حافظ) عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ

۸ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکراہ کے وقت شرکیہ دم جھاڑ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟
اس کے متعلق پوری تفصیل

سوال

مخدومی حضرت مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑی عنایت ہوگی۔ مہربانی فرما کر اس کا جواب ذرا جلد عنایت فرماویں۔ جزاکم اللہ

بوقت اکراہ جبکہ دشمن کسی تنہا مسلمان کو گھیر لیں، سر پر تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں اور اس سے صاف کہہ دیں کہ شرک وکفر کر یا کہیں کہ شرک وکفر کے الفاظ کہہ یا کہیں کہ شرکیہ فسوں کر یا کہیں کہ فلاں اقرار کر یا اپنی بیوی کو طلاق دے یا کہیں اپنے غلام آزاد کر تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے ورنہ قتل کر دیں گے ایسے اکراہ کے موقعہ پر اپنے دل کو ایمان پر مطمئن کر کے صرف اپنی جان بچانے کے لئے بادل ناخواستہ ان کا کہا کر دے تو کیا وہ مشرک وکافر ہو جائے گا؟ اور اس کا اقرار اور طلاق اور عتاق شرعاً لازم ہو جائے گا؟ یا مطابق آیۂ کریمہ

الا من اکرہ وقلبہ مطمئنٌ بالایمان اور بمطابق حدیث شریف وما استکرھو علیہ وغیرہ کے اس کے لئے اس اکراہ کی صورت میں دل کو مطمئن بایمان کر کے شرعاً جواز ورخصت ہے۔

مہربانی فرما کر اس جوابی کارڈ پر جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ اُمید کہ آں مخدوم مع الخیر ہوں گے۔ میں اپنی تحقیق کے مطابق اُسے رخصت وجواز میں سمجھتا ہوں۔ اس لئے جناب سے مزید تحقیق کا طالب ہوں۔ اللہ تعالےٰ بزرگ علماء کو لمبی عمریں عنایت فرما کر ہمیں ان سے مستفید فرماتا رہے۔ جواب کا انتظار ہے۔ اس کارڈ پر جواب عنایت ہو۔ فقط والسلام

(محمد از دہلی دفتر اخبار محمدی ۵/۹/۲۵)

جواب

بخدمت مولانا محمدؐ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کئی دنوں سے آپ کا کارڈ آیا ہوا ہے۔ خیال تھا کہ مفصل جواب لکھوں۔ کیونکہ مسئلہ بحث طلب ہے۔ اس لئے جواب میں التواء ہوگیا۔ لیکن اب تفصیل کے لئے کچھ زیادہ التواء ہوتا نظر آرہا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ آپ کو اطلاع کردی جائے تاکہ تشویش نہ رہے۔

اکراہ میں شرکیہ دم جھاڑا وغیرہ کی بابت میرے دل میں بڑا کھٹکا ہے

جس کو میں تفصیلاً عرض کروں گا۔ انشاء اللہ

(عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ)

محترم جناب حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ گذارش ہے کہ یہاں دہلی میں ایک ایسا اہم علمی مسئلہ پیش آگیا ہے جس کی تحقیق کے لئے سب نے آپ کی ذات کو منتخب کیا ہے توجہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

سوال :۔ آج بتاریخ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء یوم شنبہ یہاں ایک چودہری بہاالدین صاحب سوداگر چرم دہلی کے گودام پر مابین مولینا محمد صاحب (جوناگڈھی) و مولانا عبدالستار صاحب مناظرہ ہوا۔ اس فتویٰ پر جو مولوی عبدالستار صاحب نے اپنے "صحیفہ" میں چھاپا تھا۔ آخر فریقین کا اس تحریر پر اتفاق ہوا کہ ایک شخص کو سانپ، بچھو، کتے وغیرہ نے کاٹ کھایا۔ کسی نومسلم موحد کو دم جھاڑا شرکیہ منتر سے کرنا آتا ہے وہاں کسی کو بھی کوئی دوا یا دعاء وغیرہ معلوم نہیں۔ صرف اسے شرکیہ منتر یاد ہے۔ اسے مجبور کر دیا جاتا ہے کہ اس مارگزیدہ پر شرکیہ دم جھاڑا کر ورنہ تجھ کو قتل کر دیا جائے گا۔ آخر اسے اس اکراہ کی وجہ سے اپنی جان بچانے کے لئے دل مطمئن بایمان رکھ کر شرکیہ منتر سے اسے غیر نافع سمجھ کر دم کر دینا جائز ہے۔ کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے بوقت ضرورت ومجبوری

شرکیہ منتر سے دم جھاڑا جائز نہیں۔ تاوقتیکہ کسی کی طرف سے مار ڈالنے کا اکراہ اور جبر نہ ہو۔

محمد بقلم خود عبدالستار بقلم خود

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی فرضی صورت میں بحالت اکراہ شرک و کفر دونوں کی ایک ہی صورت ہے یا کچھ فرق ہے؟ اور ایسی فرضی صورت میں شرک کے جواز کا فتویٰ ہو سکتا ہے؟

نوٹ:۔ مہربانی فرما کر اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرمائیں جماعت اہلحدیث پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

حمید اللہ از دہلی صدر بازار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب

اصل سوال کا جواب دینے کے لئے چند باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور ان ہی کے ضمن میں اصل مسئلہ کی تحقیق بھی ہو جائیگی۔ انشاءاللہ

اکراہ کا تعلق کس شے سے ہے؟

ظاہر سے یا باطن سے؟

قرآن مجید میں ہے۔

من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان	جو شخص کفر باللہ پر مجبور کیا جائے اور دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ اس کے سوا جو ایمان کے بعد
ولكن من شرح بالكفر صدرا فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم۔	کفر کرے۔ اور کفر بھی جی کھول کر کرے۔ تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اکراہ کا تعلق ظاہر سے ہے باطن سے نہیں اگر باطن سے بھی ہوتا تو خدا یہ نہ فرماتا کہ جو جی کھول کر کفر کرے۔ اس پر غضب ہے اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول کب ہے؟

کیا یہ حکم ابتداء اسلام کے ساتھ خاص ہے یا اب بھی باقی ہے؟

(۱) قال مجاهد اول من اظهر الاسلام سبعة رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر و خباب وصهيب وبلال وعمار	مجاہد نے کہا ہے پہلے جنہوں نے اظہار اسلام کیا وہ سات اشخاص ہیں ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲ ابوبکر رضہ ۳

وسمیتہ اما الرسول علیہ الصلوٰۃ
والسلام فمنعہ ابوطالب واما
ابوبکر فمنعہ قومہ واخذ
الاخرون والبسوا دروع
الحدید ثم اجلسوا فی
الشمس فبلغ منہم الجہد
بحر الحدید والشمس واتاھم
ابوجہل یشتمہم ویوبخہم
ویشتم سمیۃ ثم طعن
الحربۃ وقال الاخرون
ما نالوا منہم غیر بلال فانہم
جعلوا یعذبونہ فیقول
احد احد حتی ملوا انکتفوہ
وجعلوا فی عنقہ حبلا من
لیف ودفعوہ الی صبیانہم
یلعبون بہ حتی ملوہ فترکوہ
قال عما وکلنا نتکلم بالذی

خباب رض ۴ صہیب رض ۵
بلال رض ۶ عمار رض ۷ سمیہ رض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
چچا ابوطالب کی حفاظت میں تھے۔
اور ابوبکر رض کی حفاظت ان کی قوم نے
کی۔ باقی پکڑے گئے اور لوہے کی
زرہیں پہنائے گئے اور دھوپ میں
گرمی سے ان کی تکلیف انتہاء کو
پہنچ گئی۔ اور ان کے پاس ابوجہل
آیا۔ ان کو گالی دیتا۔ ڈانٹتا خاصکر
سمیہ رض کو۔ پھر سمیہ کی شرمگاہ میں
برچھی ماری۔ اور مجاہد کے علاوہ اوروں
نے کہا ہے کہ جو شہید ہوئے انکے سوا
سب کو کفار نے چھوڑ دیا صرف بلال رض
رہ گئے اس کو انہوں نے عذاب دینا
شروع کیا وہ احد احد کہتا رہا یہاں تک کہ کفار
عذاب دیتے دیتے تھک گئے پھر مشکیں

ارادوا غیر بلال فهانت علیہ نفسہ فترکوہ قال خباب لقد اوقدوا لی نارًا ما اطفأھا الا ودک ظھری
(تفسیر کبیر جلد ۵ ص۵۵-۵۶)

باندھ باندھ دیئے اور گردن میں رسی ڈال کر اپنے لڑکوں کے حوالہ کر دیا تا کہ اس سے کھیلیں آخر لڑکے بھی تھک گئے اور بلالؓ کو چھوڑ دیا۔ عمار کہتے ہیں کہ ہم سب نے کفار کے حسب منشا باتیں کہی سوا بلالؓ کے۔ بلالؓ نے اپنی جان خدا کی راہ میں معمولی سمجھی۔ خباب رضؓ نے کہا میرے لئے کفار نے آگ جلائی جس کو میری پیٹھ کی چربی نے بجھایا۔ یعنی میری پیٹھ کی چربی پگھلنے کے بعد بجھی۔

(۲) قال العلماء اول من اظھر الاسلام مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ ابوبکر و خباب وصھیب و بلال و عمار وابوہ یاسر وامہ سمیۃ فاما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنعہ اللہ من اذی المشرکین بعمہ ابی طالب واما ابوبکر فمنعہ

علماء کہتے ہیں پہلے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہار اسلام کیا وہ سات آدمی ہیں۔
۱ ابوبکرؓ ۲ خبابؓ ۳ صہیبؓ ۴ بلالؓ ۵ عمارؓ ۶ اس کا والد یاسرؓ ۷ اس کی ماں سمیہؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خدا نے آپ کے چچا کی وجہ سے مشرکوں کی تکلیف سے محفوظ

قومه وعشیرته واخذ
الاخرون والبسوا ادرع الحدید
واجلسوا فی حر الشمس بمکة
فاما بلال فکانوا یعذبونه
وهو یقول احد احد حتی
اشتراه ابوبکر واعتقه و
قتل یاسر وسمیّة کما تقدم
وقال خباب لقد اوقدوا لی
نارًا ما اطفأها الا ودك ظهری
(خازن مصری جلد ۳ ص۱۴۱)

(۳) اخرج ابن جریر عن ابی
عبیدة محمّد بن عمار ابن
یاسر قال اخذ المشرکون عمار
بن یاسر فعذبوه حتی قاربهم
فی بعض ما ارادوا فشکا ذلك
الی النبیّ صلی الله علیه وسلم
فقال النبیّ صلی الله کیف

رکھا۔ اور ابوبکر رضؓ کی حفاظت اُن کی
قوم نے کی۔ باقی پکڑے گئے۔ اور اُن
کو لوہے کی زرہیں پہنائی گئیں۔ اور
مکہ میں سورج کی تپش میں بٹھائے
گئے۔ بلالؓ کو عذاب دیتے اور وہ
اَحد اَحد کہتا یہاں تک کہ اس کو ابوبکرؓ
نے خرید کر آزاد کر دیا اور یاسرؓ اور
سمیہؓ دونوں قتل کئے گئے۔ اور
خبابؓ نے کہا میرے لئے انہوں نے آگ جلائی
جس کو میری پیٹھ کی چربی نے بجھایا۔
ابن جریر نے ابو عبیدہ رضؓ سے
روایت کی ہے کہ مشرکوں نے عمار
بن یاسرؓ کو پکڑ کر عذاب دینا
شروع کیا۔ حتیٰ کہ عمارؓ نے کچھ باتوں
میں کفار کی موافقت کی پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا
ذکر کیا فرمایا تو اپنے دل کو کس طرح

تجد قلبك قال مطمئنا بالایمان
قال النبی صلی الله علیه وسلم
ان عادوا فعد ورواه البیهقی
بابسط من ذلك وفیه انه
سب النبی صلی الله علیه
وسلم وذکر الهتهم بخیر
فشکا ذلك الی النبی صلی الله
علیه وسلم فقال یارسول الله
ماترکت حتی سببتك و
ذکرت الهتهم بخیر قال
کیف تجد قلبك قال مطمئنا
بالایمان فقال ان عادوا فعد
فی ذلك انزل الله الا من
اکره وقلبه مطمئن
بالایمان۔

(ابن کثیر جلد ۵ ص۲۸۱)

پاتا ہے۔ کہا ایمان کے ساتھ مطمئن
پاتا ہوں۔ فرمایا اگر وہ تیرے ساتھ
پھر ایسا کریں تو تو بھی ایسا کر اور بیہقیؒ
نے اس روایت کو ذرا تفصیل سے
روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی
ہے کہ عمارؓ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو گالی دی۔ اور کفار کے
معبودوں کو بھلائی کے ساتھ ذکر
کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا
تو اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے؟
کہا ایمان کے ساتھ مطمئن پاتا ہوں
فرمایا اگر وہ پھر ایسا کریں تو تو بھی ایسا
کر اور اسی بارے میں خدا تعالے
نے آیہ کریمہ الا من اکرہ وقلبه
مطمئن بالایمان اتاری ہے۔"

(۴) اخرج سے روایت ہے کہ

حاتم وابن مردویہ عن ابن
عباس قال اراد رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یہاجر
الی المدینۃ قال لاصحابہ
تفرّقوا عنّی فمن کانت بہ
قوّۃ فلیتاخر الی اٰخر اللیل
ومن لم تکن بہ قوۃ فلیذھب
اول اللیل فاذا سمعتم بی قد
استقرت لی الارض فالحقوابی
فاصبح بلال المؤذّن وخباب
وعمار وجاریۃ من قریش
کانت اسلمت فاخذھم
المشرکون وابوجھل فعرضوا
علی بلال ان یکفر فابی فجعلوا
یضعون درعا من حدید فی
الشمس یلبسونھا ایاہ فاذا
البسوھا ایاہ قال احد احد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو
اپنے اصحاب کو کہا متفرق ہو جاؤ جو
صاحب قوت ہو وہ اخیر رات تک
انتظار کرے اور جو کمزور ہو وہ اول
رات چل پڑے جب تم سنو کہ میرا
انتظام ٹھیک ہو گیا ہے تو مجھے آ ملو۔
بلال رض، خباب رض، عمارؓ اور قریش
کی ایک جاریہ نے اسی حال میں صبح
کی مشرکوں نے اور ابوجہل نے ان
کو پکڑ لیا۔ بلال رض پر کفر پیش کیا
بلال رضؓ نے انکار کر دیا۔ دھوپ میں
لوہے کی زرہ گرم کر کے بلال رض کو
پہناتے اور اس طرح سے عذاب
دیتے، بلال رض احد احد کہتے اور
خباب رض کو کانٹوں میں کھینچتے اور
عمار رض نے اپنے بچاؤ کے لئے

واما خباب فجعلوا یجرونه فی الشوك واما عمار فقال لهم كلمة اعجبتهم تقیة و اما الجاریة فوتد لها ابوجهل اربعة اوتاد ثم مدها فادخل الحربة فی قبلها حتی قتلها ثم خلوا عن بلال وخباب وعمار فلحقوا برسول الله صلی الله علیه وسلم فاخبروه بامرهم واشتد علی عمار الذی كان تكلم به فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم كان قلبك حین قلت اكان منشرحا بالذی قلت ام لا قال لا فانزل الله الا من اكره و قلبه مطمئن بالایمان ۔

(فتح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۸۰)

کفار کو ایک ایسی بات کہدی جس سے وہ خوش ہو گئے ۔ اور جاریہ کیلئے ابوجہل نے چار میخیں گاڑیں ۔ اور ان کے درمیان جاریہ رضہ کو کس کر شرمگاہ میں نیزہ مار کر شہید کر دیا پھر کفار نے بلال رضہ ۔ خباب رضہ اور عمار رضہ کو چھوڑ دیا ۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب حال سنایا ۔ عمار رضہ کو اس کلمہ کا بڑا فکر ہوا جس سے کفار خوش ہو گئے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نے یہ کہا اس وقت تیرا دل کیسا تھا (کیا) جی کھول کر یہ کلمہ کہا یا ویسے ؟ عمار رضہ نے کہا جی کھول کر نہیں کہا پس خدا نے یہ آیت اتار دی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان

(۵) عن ابن عباس رضـ قال
اخذ المشركون عمار ابن
ياسر فلم يتركوه حتى سب
النبي صلى الله عليه وسلم و
ذكر الهتهم بخير فتركوه
فلما اتى النبي صلى الله عليه
وسلم قال ما وراءك قال شرما
تركت حتى سبت منك وذكرت
الهتهم بخير قال كيف تجد
قلبك قال مطمئنا بالايمان
قال ان عادوا فعد فنزلت
الا من اكره قال فذاك عمار
بن ياسر ولكن من شرح بالكفر
صدرا عبدالله بن ابي سرح
اخرجه البيهقي والحاكم وصححه
وفي الباب روايات مصرحة
بانها نزلت فيه وعن محمد

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
مشرکوں نے عمار بن یاسرؓ کو پکڑ لیا
اور عذاب دینا شروع کیا یہاں تک کہ
عمار یاسرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو گالی دی اور ان کے
معبودوں کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا
پھر کفار نے عمارؓ کو چھوڑ دیا۔ جب
عمارؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے تو آپ نے فرمایا تیرے پیچھے کیا
ہے؟ (یعنی تیرا اور کفار کا معاملہ کس طرح
گذرا) کہا بہت برا مجھے انہوں نے نہیں
چھوڑا یہاں تک کہ میں نے آپ کو برا بھلا
کہا اور ان کے معبودوں کو اچھا کہا۔ فرمایا
تو اپنے دل کو کیسا پاتا ہے؟ کہا
ایمان کے ساتھ مطمئن پاتا ہوں۔ فرمایا
اگر وہ لوٹیں تو بھی لوٹ۔ پس اللہ نے
آیت الا من اکرہ اتار دی۔ پس اس سے

بن سیرین قال نزلت هذه
الایة فی عیاش بن ربیعه و
عن ابن عباس قال هو عبدالله
بن ابی سرح الذی کان یسب
رسول الله صلی الله علیه
وسلم فازله الشیطان فلحق
بالکفار امر به النبی صلی الله
علیه وسلم ان یقتل یوم فتح
مکة فاستجار له عثمان
بن عفان فاجاره النبی
صلی الله علیه وسلم وعن
الحسن وعکرمة مثله
(فتح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۸)
وقیل نزلت فی اناس من
اهل مکة وقیل نزلت فی
جبر مولی عامر بن الحضرمی
اکره سیده علی الکفر والاول

مراد عمار بن یاسرؓ ہے اور جی کھول کر کفر
کرنیوالے سے مراد عبداللہ بن ابی سرح
ہے اسکو بیہقیؒ نے بھی روایت کیا اور حاکمؒ
نے بھی روایت کیا اور صحیح بھی کہا۔ اور
اس بارے میں اور روایات بھی صراحتہً
آئی ہیں کہ یہ آیت (الا من اکرہ) عمار
بن یاسرؓ کے حق میں اتری ہے۔ اور محمدؒ
بن سیرینؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں
یہ روایت عیاش بن ربیعہ کے حق میں اتری
ہے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
جی کھول کر کفر کرنے والے سے مراد
عبداللہ بن ابی سرح ہے۔ یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا شیطان
نے اس کو پھسلا دیا مرتد ہو کر کفار سے
جا ملا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔
عثمانؓ نے اس کے لئے پناہ کی درخواست

اولی والحق ان الاٰیة عامة
فی کل من اکرہ وقلبه
مطمئن بالایمان وان کان
السبب خاصا۔
(فتح البیان جلد ۵ ص۲۸)

کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو
پناہ دیدی۔ اور حسنؓ اور عکرمہؓ سے بھی
اسی طرح روایت ہے اور کہا گیا ہے کہ
آیت الامن اکرہ کئی لوگوں کے حق میں
اتری ہے جو اہل مکہ سے (ایمان لائے)
تھے اور کہا گیا ہے کہ جبر کے حق میں اتری ہے جو عامر بن حضرمی کا آزاد کردہ تھا۔
اس کے آقا نے اس کو کفر پر مجبور کیا۔ اور عمار بن یاسرؓ کے حق میں اس آیت کا
اترنا راجح ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ آیت عام ہے جو ہر اس شخص کو شامل
ہے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا۔ اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ اگرچہ
شان نزول (یعنی اترنے کا باعث) خاص شئے یا خاص شخص ہو۔"

(۲) نزلت فی عمار بن یاسر
وذلك ان المشرکین اخذوہ
واباہ یاسرا وامه سمیّة و
صهیبا وبلالا وخبابا وسالما
فعذبوهم لیرجعوا عن
الاسلام فاما سمیة ام عمار
فانها ربطت بین بعیرین

"یہ آیت عمار بن یاسرؓ کے حق میں اتری
ہے۔ عمارؓ کو، اس کے باپ یاسرؓ کو، اس کی
ماں سمیہؓ کو اور صہیبؓ۔ بلالؓ۔ خبابؓ
سالمؓ ان سب کو کفار نے پکڑ کر عذاب
دینا شروع کیا تاکہ یہ دین اسلام سے مرتد
ہو جائیں۔ سمیہؓ کو دو اونٹوں کے درمیان
باندھ کر اس کی شرمگاہ میں برچھی ماری اور

وجئ قبلها بحربة وقالوا	کہا تو مردوں کی خاطر اسلام لائی ہے
انك اسلمت من اجل الرجال	پس اس کو شہید کر دیا گیا۔ اور اس کا خاوند
(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۵۴)	یاسر رضی بھی شہید کر دیا گیا۔ اسلام میں یہ دونوں
فقتلت وقتل زوجها یاسر فهما	پہلے شہید ہیں۔ اور عمار رضی نے زبان سے
اول قتیلین قتلا فی الاسلام	مجبوری میں وہ کلمہ کہہ دیا جو کفار چاہتے
واما عمار فانه اعطاهم	تھے۔ قتادہ کہتے ہیں بنو مغیرہ نے
بعض ما ارادوا بلسانه مکرها	عمار رضی کو پکڑ کر میمون کے کنوئیں میں
قال قتادة اخذ بنوا المغیرة	غوطے دئے۔ اور کہا محمد ﷺ سے (معاذ اللہ)
عمارا وغطوه فی بر میمون	کفر کر۔ عمار رضی نے ان کی موافقت کی۔
وقالوا له اکفر بمحمد	اور اس کا دل اس سے متنفر تھا۔
فبایعهم علی ذلك وقلبه	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
کاره واخبر رسول الله	بات کی خبر دی گئی۔ اور کہا گیا عمار رضی
صلی الله علیه وسلم ان	کافر ہو گیا۔ فرمایا ہرگز نہیں عمار رضی سر
عمارا کفر فقال کلا ان	سے پاؤں تک ایمان سے بھرا ہوا ہے
عمارا ملئ ایمانا من قرنه	اور ایمان اس کے رگ و ریشہ میں سرایت
الی قدمه واختلط الایمان	کر گیا ہے۔ عمار رضی روتا ہوا رسول اللہ
بلحمه ودمه فاتی عمار رسول الله	صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رسول اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم وھو یبکی
فقال رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلّم ما وراءك قال
شر یا رسول اللہ نِلتُ منك
وذكرت آلهتهم بخير
فقال كيف وجدت قلبك قال
مطمئنا بالايمان فجعل النبيّ
صلى الله عليه وسلّم يمسح
عينيه وقال ان عادوا لك
فعد لهم بما قلت فنزلت
هذه الاية وقال مجاهد نزلت
في اناس من اهل مكة امنوا
فكتب اليهم بعض اصحاب
النبيّ صلى الله عليه وسلّم
ان هاجروا الينا فانا لا نراكم
منا حتى تهاجروا فخرجوا
يريدون المدينة فادركتهم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرے
پیچھے کیا ہے؟ (یعنی کفار سے تیرا معاملہ
کس طرح گذرا) کہا یا رسول اللہ! بہت
بُرا۔ آپ کو بُرا بھلا کہا۔ اور ان کے
معبودوں کو بھلائی سے ذکر کیا۔ فرمایا
تو نے اپنے دل کو کس طرح پایا؟ کہا
ایمان کے ساتھ مطمئن پایا پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضؓ کی آنکھوں سے
آنسو پونچھے اور فرمایا اگر وہ لوٹیں تو
تو بھی لوٹ اسی بات کے ساتھ جو
تو نے کہی، پس یہ آیت اُتر آئی۔ اور
مجاہدؒ نے کہا یہ آیت مکہ کے کئی لوگوں
کی بابت اُتری ہے جو ایمان لائے
(ہجرت نہیں کی) بعض صحابہ رضؓ نے (مدینہ سے)
ان کو لکھا کہ تم جب تک ہجرت نہیں
کرتے ہم تمہیں اپنے سے نہیں سمجھتے
وہ ہجرت کرتے ہوئے مدینہ کی طرف

قریش فی الطریق ففتنوھم
عن دینھم فکفروا کارھین
وھذا القول ضعیف لان الایۃ
مکیۃ وکان ھذا فی اول الاسلام
قبل ان یومروا بالھجرۃ و
قال مقاتل نزلت فی جبر مولی
عامر بن الحضرمی اکرھہ
سیدہ علی الکفر فکفر مکرھا
وقلبہ مطمئن بالایمان ثم
اسلم عامر بن الحضرمی وحسن
اسلامہ وھاجر الی المدینۃ و
الاولیٰ ان یقال ان الایۃ عامۃ
فی کل من اکرہ علی الکفر
وقلبہ مطمئن بالایمان و
ان کان السبب خاصا۔
(خازن جلد ۳ ص ۱۴۱)

نکلے قریش کو پتہ لگا۔ انہوں نے
رستہ میں ان کو پکڑ کر دین سے پھیرنا
شروع کیا وہ اکراہ کی حالت میں دین
سے پھر گئے۔ لیکن مجاہدؒ کا یہ قول
ضعیف ہے۔ کیونکہ آیت مکہ شریف
میں نازل ہوئی ہے اور یہ شروع
اسلام ہجرت کے حکم سے پہلے کا واقعہ
ہے۔ اور مجاہدؒ کے اس قول سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حکم ہجرت
کے بعد مدینہ میں اُتری ہے اس لئے
یہ ضعیف ہے اور مقاتل نے کہا ہے یہ
آیت جبر کے بارے میں اُتری ہے
جو عامر بن حضرمی کا آزاد کردہ ہے اسکے
آقا عامر نے اس کو کفر پر مجبور کیا
اُس نے اکراہ کی حالت میں کفر منظور
کیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن
تھا۔ اس کے بعد اس کا آقا بھی مسلمان ہوگیا۔ اور اس کا اسلام اچھا ہوگیا اور مدینہ

کی طرف ہجرت کی۔ اور بہتر یہ ہے کہ کہا جائے یہ آیت عام ہے جو کفر پر مجبور کیا جائے اور دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اس کو شامل ہے (خواہ عمار رضؓ ہو یا کوئی اور) اگرچہ شانِ نزول (آیت نے کا باعث) خاص (عمارؓ) ہو۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگرچہ متعدد واقعات ہوئے ہیں مگر اصل شانِ نزول عمار بن یاسر رضؓ کا واقعہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اب کوئی موقعہ ہو جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ عمار رضؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کوئی موقعہ ایسا پیش آئے تو تو ایسا ہی کر۔ نیز اصول کا قاعدہ ہے کہ حکم شانِ نزول پر بند نہیں ہوتا بلکہ عام ہوتا ہے۔ چنانچہ فتح البیان اور خازن کی عبارت مذکورہ بالا میں اس کی تصریح ہے۔

اکراہ کی حد کیا ہے؟

کس کس شے کے ساتھ اکراہ ہو سکتا ہے؟

اکراہ کے لفظی معنی جبر کے ہیں۔ اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ معاملہ اس کے اختیار میں نہ رہے۔ اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ ایک تو یہ اکراہ کے حقیقی معنی ہے دوم کفر کوئی معمولی شے نہیں کہ معمولی تکلیف کی وجہ سے اس کو اختیار کر لیا جائے۔

تفسیر خازن میں ہے اور اسی کے قریب تفسیر کبیر میں ہے۔

قال العلماء یجب ان یکون اکراہ الذی یجوز ان یتلفظ معہ بکلمۃ الکفر ان یعذب بعذاب لاطاقۃ لہ بہ مثل التخویف بالقتل والضرب الشدید والایلامت القویۃ مثل التحریق بالنار ونحوہ۔	علماء نے کہا ہے کہ جس اکراہ کے ساتھ کلمۂ کفر جائز ہے وہ یہ ہے کہ ایسا عذاب دیا جائے جس کو برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو۔ جیسے قتل کی ضرب شدید، اور زبردست دکھ کی دھمکی۔ جیسے آگ سے جلانا اور اس کے مثل کوئی اور تکلیف

(خازن جلد ۳ ص۱۴۵)

اِس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کفر نہ کرنا اور جان دیدینا بہتر ہے چنانچہ آگے تفصیل آتی ہے۔ اگر کسی ہلکی تکلیف کی وجہ سے ایمان کا چھوڑنا اور کفر اختیار کرنا جائز ہوتا تو ایمان کے بچانے کے لئے جان دینی افضل نہ ہوتی بلکہ بہتر یہ ہوتا کہ جان بچانے کے لئے کفر اختیار کرے۔ جیسے بھوک سے بے قراری کے وقت اگر جان جانے کا خطرہ ہو تو مردار خنزیر وغیرہ محرمات کا کھانا اہم ہوجاتا ہے۔ اگر نہ کھائے اور جان دیدے تو یہ کوئی بہتر شے نہیں۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی آگے آتا ہے۔

اکراہ کے وقت کونسی صورت بہتر ہے کیا کفر اختیار کرے یا جان دیدے؟

تفسیر خازن میں ہے۔

اجمعوا علی ان من اکرہ علی الکفر لا یجوز لہ ان یتلفظ بکلمۃ الکفر تصریحا بل یاتی بالمعاریض وبما یوھم انہ کفر فلو اکرہ علی التصریح یباح لہ ذلک بشرط طمانینۃ القلب علی الایمان غیر معتقد ما یقولہ من کلمۃ الکفر ولو صبر حتی قتل کان افضل لان یاسر وسمیۃ قتلا ولم یتلفظا بکلمۃ الکفر ولان بلالا صبر علی العذاب ولم یلم علی ذلک (خازن جلد ۳ صـ۱۲۵)

"اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو مجبور کیا جائے وہ صراحۃً کلمہ کفر نہ کہے بلکہ ایسے الفاظ بولے جن کا صحیح مطلب بھی بن سکے اور اس سے کفر کا معنیٰ بھی ظاہر ہو اگر صراحت پر مجبور کیا جائے تو صراحت مباح ہے لیکن دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ اور جو زبان سے کہے اس کا اعتقاد نہ رکھے اور اگر صبر کرے یہاں تک کہ شہید ہو جائے تو یہ بہتر ہے اسی لئے عمار رضہ کے والدین یاسرؓ اور سمیہؓ شہید ہو گئے اور کلمہ کفر زبان سے نہیں کہا۔ اور اسی لئے بلالؓ نے عذاب پر صبر کیا اور اس پر اس کو ملامت نہیں کی گئی کہ جب اس حالت میں کفر جائز ہے تو صبر کی کیا ضرورت ہے؟"

ے تفسیر کبیر میں اس کی مثال میں اِنَّ مُحَمَّدًا کَذَّابٌ ذکر کیا ہے چنانچہ لکھا ہے وباقی ہے

تفسیر ابن کثیر میں ہے۔
اتفق العلماء علی ان المکرہ
علی الکفر یجوز لہ ان یوالی ابقاء
لمہجتہ ویجوز لہ ان یابی کما
کان بلال رضی اللہ عنہ یابی
علیہم ذلک وہم یفعلون بہ
الافاعیل حتی انہم لیضعون
الصخرۃ العظیمۃ علی صدرہ

تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ کفر پر مجبور
کئے گئے کو جائز ہے کہ اپنی جان بچانے
کے لئے موافقت کرے اور جائز ہے کہ
انکار کرے جیسے بلال رضی اللہ عنہ کو
کفار بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے یہاں تک
کہ سخت گرمی میں بلال رض کی چھاتی پر
بھاری پتھر رکھتے اور شرک کا حکم دیتے
اور بلال رض احد احد کہتے۔ اور کہتے خدا کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲

اجمعوا علی انہ عند ذکر کلمۃ
الکفر یجب علیہ ان یبری قلبہ من الرضا
بہ وان یقتصر علی التعریضات مثل
ان یقول ان محمدا کذاب ویعنی
عند الکفار او یعنی بہ محمدا
اخر او یذکرہ علی نیۃ الاستفہام
بمعنی الانکار
(تفسیر کبیر جلد ۵ ص۳۵۵)

اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اکراہ کے
وقت جب کہ کفر کہے تو دل سے اسے پسند
نہ کرے اور محتمل الفاظ پر کفایت کرے
جیسے کہے محمد کذاب ہے تو مراد یہ رکھے کہ
تمہارے نزدیک یا محمد سے کوئی اور محمد
مراد رکھے یا استفہام انکاری کی نیت کرے
یعنی یہ مراد رکھے۔ کیا محمد کذاب ہے؟
یعنی محمد جیسا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

فی شدة الحر ویامرونه بالشرك	قسم اگر میں (توحید کا) کوئی کلمہ ایسا جانتا
باللہ فیابی علیھم وھو یقول احد	جس سے تمہیں اس سے زیادہ جوش
احد ویقول واللہ لو اعلم کلمة	آتا تو میں وہی کہتا۔ اسی طرح حبیب
اغیظ لکم منھا لقلتھا رضی اللہ	بن زید نے کیا جب مسیلمہ کذاب نے
عنه وارضاہ وکذلك حبیبؓ	اس کو کہا کہ تو اس بات کی شہادت دیتا
بن زید الانصاری لما قال له	ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے تو کہا۔ ہاں
مسیلمة الکذاب اتشھد ان	کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا
محمدا رسول اللہ فیقول نعم	رسول ہوں؟ کہا مجھے سنائی نہیں دیتا
فیقول اتشھد انی رسول اللہ	اسی طرح مسیلمہ کذاب اس سے سوال
فیقول لا اسمع فلم یزل یقطعه	کرتا رہا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹتا
اربا اربا وھو ثابت علی ذلك	رہا (یہاں تک کہ شہید کر دیا)۔
(تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۱۸ رمثّ ۳۸۲)	

تفسیر کبیر میں ہے۔

اجمعوا علی انه لایجب علیه	علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اکراہ
التکلم بکلمة الکفر ویدل علیه	کے وقت کلمہ کفر ضروری نہیں۔ جس
وجوھا احدھا ان	کی کئی وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ بلال رضؓ
بلالا صبر علی ذلك العذاب	نے صبر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وکان یقول احد احد ولم یقل
رسول الله صلی الله علیه وسلم
بئس ما صنعت بل عظمه علیه
فدل ذلك علی انه لا یجب التکلم
بکلمة الکفر وثانیهما ما روی
ان مسیلمة الکذاب اخذ رجلین
فقال لاحدهما ما تقول فی محمدؐ
فقال رسول الله فقال ما تقول
فی قال انت ایضا فخلاه وقال
للاخر ما تقول فی محمدؐ قال
رسول الله قال ما تقول فی قال
انا اصم فاعاد علیه ثلاثا فاعاد
جوابه فقتله فبلغ ذلك رسول الله
صلی الله علیه وسلم فقال اما
الاول فقد اخذ برخصة الله و
اما الثانی فقد صدع بالحق فهنیئا له
وجه الاستدلال بهذا الخبر من

نے اس کو ملامت نہیں کی بلکہ اس پر
اس کی عزت کی۔ دوم مسیلمہ کذاب نے
دو مسلمان پکڑ لئے۔ ایک سے کہا تو محمدؐ کے
حق میں کیا کہتا ہے؟ کہا وہ اللہ کا رسول
ہے۔ کہا میرے حق میں کیا کہتا ہے؟ کہا
تو بھی (اللہ کا رسول ہے) اور دوسرے
کو کہا، تو محمدؐ کے حق میں کیا کہتا ہے؟
کہا میں بہرہ ہوں۔ تین دفعہ پوچھا۔
تینوں دفعہ اس نے یہی جواب دیا۔ آخر
اس نے اس کو شہید کر دیا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو
فرمایا۔ پہلے نے رخصتِ الٰہی پر عمل
کیا۔ دوسرے نے حق کو ظاہر کیا
اس کے لئے مبارک ہو۔
اس حدیث سے دو طرح سے
ثابت ہوا کہ اکراہ کے وقت کلمہ کفر
ضروری نہیں۔ ایک یہ کہ اس کا نام

وجهين الاول انه سمى التلفظ بكلمة الكفر رخصة والثانى انه عظم حال من امسك عنه حتى قتل۔
(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۵۶)

رخصت رکھا۔ اگر کلمہ کفر ضروری ہوتا تو فرماتے اس نے فرض الٰہی پر عمل کیا۔ دوم یہ کہ جس نے کلمہ کفر نہیں کہا اس کی آپ نے بڑائی کی اور اس کو مبارک بادی دی۔"

ایک اعتراض اور اُس کا جواب

عن معاذ رضی اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات قال لا تشرك بالله شيئا وان قتلت او حرقت (الحدیث)
رواہ احمد (باب الکبائر)

معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت کی ایک یہ کہ خدا کے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ کر خواہ تو قتل کیا جائے یا جلایا جائے۔

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکراہ کی حالت میں بھی کفر جائز نہیں پس یہ آیت الا من اکرہ کے خلاف ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ فضیلت پر محمول ہے۔ پس اس صورت میں یہ حدیث بھی افضلیت پر دلیل ہوئی کہ اکراہ کے وقت کلمہ کفر کا ضروری ہونا تو کجا بہتر یہ ہے کہ صبر کرے اور شہید ہو جائے۔"

بعض اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اکراہ کے وقت جی کھول کر شرک نہ کرے۔ زبان سے جائز ہے مگر یہ جواب ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جبر کرنے والا یہ تو کہتا ہی نہیں کہ جی کھول کر شرک کر۔ کیونکہ اس کو جی کا کیا پتہ۔ وہ تو صرف اتنا کہتا ہے کہ شرک کر ورنہ میں قتل کر دوں گا۔ یا جلا دوں گا۔ یا اس قسم کی کوئی اور دھمکی دیتا ہے۔ تو اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو اس کی دھمکی کی وجہ سے شرک نہ کر۔ پس جیسے جبر کرنے والے کی کلام میں جی کھول کر مراد نہیں ہوتا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں جی کھول کر مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ درحقیقت اسی کے مقابلہ میں ہے۔ چنانچہ وان قتلت اوحرقت سے ظاہر ہے۔

تنبیہ

اِس حدیث میں کچھ ضعف ہے۔ اِس لئے اس کو افضلیت پر محمول کرنا بہتر ہے۔ علماء نے بھی اس کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آیت میں اکراہ کے وقت کفر کی رخصت ہے اور اس حدیث میں شرک کا ذکر ہے۔ پس یہ آیت کے منافی نہیں لیکن یہ ان بعض علماء کی غلطی ہے۔ کیونکہ کفر و شرک ایک ہی شئے ہے۔ چنانچہ اخیر میں اس کی بحث آئے گی۔ انشاءاللہ

کیا اکراہ کے وقت صرف زبان ہی سے کفر جائز ہے؟
یا کفر کے فعل کی بھی اجازت ہے؟

تفسیر فتح البیان میں ہے:۔

ذھب الحسن البصری والاوزاعی والشافعی وسحنون الی ان ھذہ الرخصۃ جاءت فی القول واما فی الفعل فلا رخصۃ مثل ان یکرہ علی السجود لغیر اللہ ویدفعہ ظاھر الایۃ فانھا عامۃ فیمن اکرہ من غیر فرق بین القول والفعل کما تقدم۔ (فتح البیان جلد ۵ ص۲۸۹)	حسن بصری رحہ۔ اوزاعی رحہ شافعیؒ سحنون رحہ اس طرف گئے ہیں کہ یہ رخصت صرف قول میں ہے۔ فعل میں نہیں جیسے سجدہ لغیر اللہ پر مجبور کیا جائے لیکن آیت الا من اکرہ کا ظاہر اس کو رد کرتا ہے۔ کیونکہ یہ آیت عام ہے۔ اس میں قول فعل میں فرق نہیں کیا"

صاحب فتح البیان کا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حسن بصری رحہ وغیرہ کا مذہب مندرجہ ذیل حدیث کے موافق ہے۔

عن طارق بن شھاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دخل الجنۃ رجل فی ذباب	طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت

ودخل النار رجل في ذباب قالوا
وكيف ذلك يا رسول الله قال
مر رجلان على قوم لهم صنم
لا يجاوزه احد حتى يقرب
شيئا قالوا لاحدهما قرب قال
ليس عندي شئ اقرب قالوا
اقرب ولو ذبابا فقرب ذبابا
فخلوا سبيله فدخل النار و
قالوا للآخر قرب قال ما كنت
لاقرب لاحد شيئا دون الله
عزوجل فضربوا عنقه فدخل
الجنة رواه احمد قال ابن القيمؒ
قال الامام احمد رح حدثنا ابو معاويه
ثنا الاعمشؒ عن سليمان ابن ميسرة
عن طارق بن شهاب يرفعه قال

میں داخل ہوا اور ایک مکھی کی وجہ سے
جہنم میں داخل ہوا۔ صحابہؓ نے کہا،
یا رسول اللہ یہ کس طرح ؟ فرمایا دو شخص
ایک قوم پر سے گذرے۔ ان کا ایک
بت تھا۔ اس پر نذر چڑھائے بغیر
گذرنے نہ دیتے۔ ان دونوں سے
ایک نے ان کو کہا نذر چڑھا۔ اس نے
کہا میرے پاس کچھ نہیں۔ انہوں نے
کہا ایک مکھی ہی چڑھا دے۔ اس
نے ایک مکھی چڑھا دی۔ انہوں نے
اس کو چھوڑ دیا وہ جہنم میں گیا۔ اور
دوسرے کو انہوں نے کہا۔ کوئی
نذر چڑھا۔ اس نے کہا میں خدا کے
سوا کسی کی نذر نہیں چڑھا سکتا انہوں
نے اس کو قتل کر دیا۔ پس وہ جنتؒ

له یہ اسناد بالکل صحیح ہے صرف اعمش کے مدلس ہونیکا شبہ ہے مگر حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسین میں
اس کی تدلیس دوسرے درجہ کی شمار کی ہے جو صحت حدیث کو مضر نہیں ملاحظہ ہو طبقات المدلسین ص۲ ۱۲

دخل رجل الجنة (کتاب التوحید لمحمد بن عبد الوھاب مع شرحہ فتح المجید ص۱۲۳)	میں داخل ہو گیا۔"

کتاب التوحید میں اس حدیث پر یہ بھی لکھا ہے۔

وفیہ انہ دخل النار بسبب لم یقصدہ ابتداء وانما فعلہ تخلصا من شر اھل الصنم وفیہ ان ذلك الرجل کان مسلما قبل ذلك والا فلولا لم یکن مسلما لم یقل دخل النار فی ذباب۔	"جس شخص نے مکھی نذر چڑھائی وہ ایسی وجہ سے آگ میں داخل ہوا جس کی بابت پہلے اس کا قصد نہ تھا۔ صرف بت والوں سے جان بچانے کی خاطر اس نے ایسا کیا نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ شخص پہلے مسلمان تھا۔ اگر مسلمان

نہ ہوتا تو اس کے آگ میں داخل ہونے کی وجہ آپ مکھی نہ بیان فرماتے (کیونکہ اگر مکھی نہ چڑھاتا تو بھی جہنمی تھا)"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فعل میں شرک کی رخصت نہیں۔ اگر فعل میں رخصت ہوتی تو مکھی چڑھانے والا جہنمی[1] نہ بنتا۔ اگر کہا جائے کہ شاید اس نے

---

[1] بعض کہتے ہیں یہ اسرائیلی واقعہ ہے جو ہمارے لئے دلیل نہیں مگر اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے اس کا اسرائیلی ہونا سمجھا جائے خدا جانے انہوں نے کہاں سے سمجھا اور اگر بالفرض اسرائیلی ہو تو کوئی حرج بھی نہیں کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے قرآن مجید میں ہماری عبرت کے لئے خدا تعالے نے گذشتہ امتوں کے واقعات ذکر کئے ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا ہے تاکہ ہم اس فعل سے پرہیز کریں۔ ۱۲

جی کھول کر مکھی چڑھائی ہو۔ اِس لئے وہ جہنمی ہو گیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جب وہ شخص مسلمان تھا اور وہاں سے گذرنے والا تھا تو پھر جی کھول کر کفر کرنا بعید امر ہے۔ ہاں اگر وہاں کا مقیم ہوتا تو کہا جا سکتا ہے کہ ہمیشہ کی تکلیف سے بچنے کی خاطر شاید اس نے اسلام ترک کر دیا ہو۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جہنمی ہونے کی وجہ صرف مکھی چڑھانا بتلایا ہے جی کھولنا نہیں بتلایا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مکھی چڑھانا ہی بُرا ہے خواہ دل سے چڑھائے یا اُوپر سے۔"

رہی یہ بات کہ فعل اور قول میں کیا فرق ہے۔ قول میں اجازت ہے اور فعل میں نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو خدا تعالےٰ نے ابتلا اور آزمائش کے لئے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ یعنی خدا نے موت و حیات اس لئے پیدا کی ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم سے عملوں میں اچھا کون ہے" اور آزمائش فعل میں زیادہ ہے اور قول میں معمولی ہے کیونکہ کہنا آسان ہے اور کرنا مشکل۔ پس جو چیز آزمائش میں اصل ہے اس میں شرک کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ قول معمولی ہے۔ اس میں اجازت دے دی گئی ہے۔ پھر جب اُوپر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل میں جائز نہیں تو ہمیں فرق نہ معلوم ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ہمارا کام حکم کی تعمیل ہے نہ باریکیاں چھانٹنا۔

بعض افعال میں اکراہ متصور نہیں

اور بعض افعال کے نتیجہ میں علماء کا اختلاف

تفسیر خازن میں ہے :۔

قال العلماء من الافعال ما یتصور الاکراہ علیھا کشرب الخمر واکل لحم الخنزیر والمیتۃ ونحوھا فمن اکرہ بالسیف او القتل علی ان یشرب الخمر اویاکل المیتۃ اولحم الخنزیر اونحوھا جاز لہ ذلک لقولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ وقیل لا یجوز ذلک ولو صبر لکان افضل ومن الافعال مالا یتصور الاکراہ علیہ کالزنا لان الاکراہ یوجب الخوف الشدید و ذلک یمنع انتشار الآلۃ فلا یتصور فیہ الاکراہ واختلف العلماء فی

علماء نے کہا ہے کہ بعض افعال میں اکراہ کی صورت ہو سکتی ہے جیسے شراب کا پینا، خنزیر اور مردار کا کھانا اور ان کے مثل اور افعال پس جو شخص تلوار کے ساتھ یا کسی اور طرح سے قتل کے ساتھ شراب پینے پر یا خنزیر اور مردار کے کھانے پر یا اس طرح کی کسی اور شے پر مجبور کیا گیا تو اس کے لئے یہ اشیاء جائز ہوں گی (بلکہ ان کا استعمال اہم ہوگا) کیونکہ قرآن مجید میں ہے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور کہا گیا ہے کہ ان اشیاء کا استعمال جائز نہیں۔ اگر صبر کرے تو افضل ہے اور بعض افعال ایسے ہیں کہ ان میں اکراہ

طلاق المکرہ فقال الشافعیؒ واکثر العلماء لا یقع طلاق المکرہ وقال ابوحنیفۃؒ یقع حجۃ الشافعی ومن وافقہ قولہ سبحانہ لا اکراہ فی الدین ولا یمکن ان یقول المراد نفی ذاتہ لان ذاتہ موجودۃ فوجب حملہ علی نفی اثارہ والمعنی انہ لا اثر لہ ولا عبرۃ بہ۔

(خازن جلد ۳ ص۳۴)

کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی جیسے زنا کیونکہ اکراہ میں شدت خوف کی وجہ سے انتشار آلت ناممکن ہے۔ اس لئے زنا نہیں ہو سکتا۔ اور طلاق مکرہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رح اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں واقع ہو جائے گی امام شافعی رح اور جو امام شافعی رح کے موافق ہیں۔ ان کی دلیل قرآن مجید کی آیت کریمہ لا اکراہ فی الدین ہے یعنی "دین میں جبر نہیں" اس آیت کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ دنیا میں اکراہ کا وجود ہی نہیں۔ کیونکہ وجود تو موجود ہے پس اس کا یہ معنی ہوگا کہ اکراہ کا اثر کچھ نہیں۔ یعنی اکراہ کا کچھ اعتبار نہیں۔ جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوا کہ اکراہ کی حالت میں جو کام ہوگا شرع میں وہ کام معتبر نہیں (پس طلاق مکرہ شرعاً طلاق نہیں)

تفسیر کبیر میں ہے:۔

من الافعال ما یقبل الاکراہ علیہ کالقتل والتکلم بکلمۃ الکفر

"بعض افعال اکراہ کو قبول کرتے ہیں جیسے کسی کو کلمہ کفر پر مجبور کیا جائے اور

ومنه مالا يقبل الاكراه عليه قيل وهو الزنا لان الاكراه يوجب الخوف الشديد وذلك يمنع من انتشار الالة فحيث دخل الزنا في الوجود دل انه وقع بالاختيار لا على سبيل الاكراه۔
(تفسیر کبیر جلد ٥ ص٣٥٦)

بعض افعال اکراہ کو قبول نہیں کرتے جیسے زنا کیونکہ اکراہ شدت خوف کی وجہ سے انتشار آلت سے مانع ہے اگر زنا کرے گا تو سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنے اختیار سے کیا ہے۔ اکراہ سے نہیں کیا"

تفسیر فتح البیان میں ہے:۔

قال القرطبي اجمع المفسرون واهل العلم على ان اكره على الكفر حتى خشي على نفسه القتل انه لا اثم عليه ان كفر وقلبه مطمئن بالايمان ولا تبين منه زوجته ولا يحكم عليه بحكم الكفر وحكي عن محمد بن الحسن انه اذا اظهر الكفر كان مرتدا في الظاهر وفيما بينه وبين الله

قرطبی رحہ کہتے ہیں مفسرین اور دیگر اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے یہاں تک کہ اس کو اپنی جان کے قتل کا خطرہ ہو تو اس وقت اس کو کفر میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ اور اس کی بیوی بھی اس سے جدا نہیں ہوگی۔ نہ اس پر کفر کے احکام جاری ہوں گے۔ اور محمد بن حسنؒ امام ابوحنیفہؒ

على الاسلام وتبين منه امرأته ولا يصلى عليه ان مات ولا يرث اباه ان مات مسلما وهذا القول مردود على قائله بالكتاب والسنة (فتح البيان جلد ۵ صفحہ ۳۷۵)	کے شاگردوں سے حکایت کیا گیا ہے کہ ظاہر میں اس کا حکم مرتد کا ہوگا۔ اور خدا کے نزدیک وہ اسلام پر ہوگا (جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ وہ گنہگار نہیں ہوگا۔ ظاہر میں اس پر

احکام کفر کے جاری ہوں گے) اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔ اگر مر گیا تو اس کا جنازہ نہیں پڑھا جائے گا۔ اگر اس کا باپ مسلمان مر جائے تو یہ اس کا وارث نہیں ہوگا (یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا جائے گا) اور یہ قول مردود ہے۔ اور کتاب وسنّت کے بالکل خلاف ہے (کیونکہ کتاب وسنّت میں جب اکراہ کی حالت میں کلمہ کفر کی اس کو اجازت ہے تو ہم اس کے ساتھ کافروں والا برتاؤ کس طرح کر سکتے ہیں مثلاً کوئی ویسے خنزیر کھائے تو وہ فاسق ہو جاتا ہے اور ہم اس کے ساتھ فاسقوں والا برتاؤ کرینگے اور اگر اکراہ کی حالت میں یا بھوک سے بیقراری کے وقت کھائے تو اس کے ساتھ فاسقوں والا برتاؤ نہیں کریں گے کیونکہ اس وقت شریعت کی طرف سے اس کو خنزیر کی اجازت ہے ٹھیک اسی طرح اکراہ کی حالت میں کفر کا حکم ہوگا)"

اکراہ کی حالت میں اگر کسی کا کفر دوسروں کے فتنے کا باعث ہو یا کفر ہی اسی قسم کا ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔؟

تفسیر ابن کثیر میں ہے:۔

قال الحافظ بن عساکر فی ترجمة عبد الله رضی بن حذافة السهمی احد الصحابة انه اسرته الروم فجاؤا به الی ملکهم فقال له تنصروا انا شرکك ملکی وازوا جك ابنتی فقال لو اعطیتنی جمیع ماتملك وجمیع ماتملکه العرب علی ان ارجع عن دین محمد صلی الله علیه وسلم طرفة عین ما فعلت فقال اذا اقتلك فقال انت وذاك فامر به فصلب وامر الرماة فرموه قریبا من یدیه ورجلیه وهو یعرض علیه دین النصرانیة فیابی ثم امر به

"حافظ ابن عساکر نے عبد اللہ رضی بن حذافہ سہمی رضی جو جلیل القدر صحابی ہیں۔ انکے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ ان کو روم نے قید کر لیا۔ اپنے بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ نے کہا تو نصرانی ہو جا میں تجھ کو اپنی بادشاہی میں شریک کر لوں گا۔ اور تجھے اپنی لڑکی نکاح کر دوں گا۔ کہا اگر تو مجھے اپنی ساری سلطنت دے اور تمام عرب کی سلطنت بھی مجھے مل جائے کہ میں ایک لمحہ کے لئے دین محمدی سے پھر جاؤں تو میں نہیں پھر سکتا۔ بادشاہ نے کہا اس وقت میں تجھے قتل کر دونگا کہا، تجھے اختیار ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو سولی پر لٹکا دو۔

فانزل ثم امر بقدر وفي رواية
ببقرة من نحاس فاحميت وجاء
باسير من المسلمين فالقاه وهو
ينظر فاذا هو عظام تلوح وعرض
عليه فابى فامر ان يلقى فيها
فرفع في البكرة ليلقى فيها
فبكى فطمع فيه ودعاه فقال
اني انما بكيت لان نفسي انما
هي نفس واحدة تلقى في القدر
الساعة فاحببت ان يكون لي
عدد كل شعرة في جسدي
نفس تعذب هذا العذاب في
الله وفي بعض الروايات انه سجنه
ومنعه الطعام والشراب اياما
ثم ارسل عليه بخمر ولحم
خنزير فلم يقربه ثم
استدعاه فقال ما منعك ان

اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ اس کے
ہاتھوں اور پاؤں کے قریب تیر مارو
وہ تیر مارتے اور بادشاہ اس پر
دین نصرانیت پیش کرتا۔ مگر وہ انکار
کرتا رہا۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا۔
تانبے کی ایک دیگ چڑھائی گئی اور
تپائی گئی۔ پھر عبداللہ بن حذافہؓ کے
سامنے ایک مسلمان قیدی لاکر اس میں
ڈال دیا۔ جو اسی وقت چُر مُر ہو کر ہڈیاں
ہو گیا۔ عبداللہ بن حذافہؓ کو پھر نصرانی
ہونے کے لئے کہا مگر انہوں نے
انکار کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو
اس دیگ میں ڈال دو۔ جب ان کو
دیگ میں ڈالنے کے لئے چرخ پر
چڑھایا گیا تو وہ رونے لگے۔ بادشاہ
نے خیال کیا کہ شاید اب یہ اپنے دین
سے پھر جائے۔ اسی طمع پر بادشاہ

تا كل فقال اما هو فقد حل لی ولكن لم اكن لاشمتك فقال له الملك فقبل راسی و انا اطلقك واطلق جميع اساری المسلمين قال فقبل راسه فاطلقه واطلق معه جميع اساری المسلمين عنده فلما رجع قال عمرؓ بن الخطاب حق علی كل مسلم ان يقبل راس عبدؓ الله بن حذافة و ابدأ فقام فقبل راسه۔

(ابن کثیر جلد ۵ ص۳۶۲)

نے پھر اس کو دین نصرانیت کی طرف بلایا۔ عبداللہ بن حذافہ رضؓ نے کہا۔ میں موت کے ڈر سے نہیں رویا بلکہ اسلئے رویا ہوں کہ اس وقت میری صرف ایک جان راہِ الٰہی میں قربان ہو رہی ہے۔ کاش! میرے بدن پر بالوں کی گنتی کے برابر ایک ایک جان ہوتی اور وہ راہ الٰہی میں اسی طرح قربان ہوتی اور بعض روایتوں میں ہے کہ بادشاہ نے کئی دن عبداللہ بن حذافہ رضؓ کو جیل میں بھوکا پیاسا رکھا پھر شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا عبداللہ بن حذافہ رضؓ اس کے قریب بھی نہ گئے۔ بادشاہ نے بلا کر دریافت کیا کہ تجھے کھانے سے کیا مانع ہے ؟ کہا اگرچہ اس وقت میرے لئے شراب اور خنزیر حلال ہے۔ لیکن میں اپنی بابت تیرے جیسے دشمن کو خوش کرنا نہیں چاہتا۔ بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے۔ میں تجھے اور تیرے ساتھ مسلمانوں کے تمام قیدی چھوڑ دوں گا۔ عبداللہ بن حذافہؓ نے بادشاہ کے سر کا بوسہ لیا۔ بادشاہ نے

ان کو اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے تمام قیدی چھوڑ دیئے۔ جب واپس آئے تو حضرت عمرؓ نے (یہ قصہ سُن کر) فرمایا کہ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ کے سر کا بوسہ لے۔ اور سب سے پہلے میں بوسہ لیتا ہوں پھر کھڑے ہوئے اور بوسہ لیا۔"

عبداللہ بن حذافہؓ نے اس واقعہ میں نہ کلمہ کفر پڑھا نہ شراب پی۔ نہ خنزیر کا گوشت کھایا مگر شراب اور گوشت کی بابت یہ کہا کہ یہ میرے لیئے حلال ہے۔ صرف دشمن کی خوشی پوری کرنے کے لئے اس کو استعمال نہیں کیا جس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ دوسرے قیدیوں کے لئے ایک فتنہ کا باعث تھا۔ کیونکہ جب اتنا بڑا آدمی پھسلتا ہوا نظر آئے تو پھر دوسروں میں اتنی بڑی قربانی کی جرأت نہیں رہتی اور ان کے ارتداد کا رستہ کھل جاتا ہے۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ میدان جنگ سے بھاگنے والے کے لئے قرآن مجید میں سخت وعید آیا ہے۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ ایک کے بھاگنے سے دوسروں کا دل ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ اپنی جان بچا کر بھاگ جانا کلمۂ کفر کی نسبت معمولی ہے۔ مگر چونکہ اس میں دوسروں کے لئے رستہ کھلتا ہے۔ اس لئے یہ حرام ہوگیا بلکہ اس پر ایسا سخت وعید آیا کہ سُن کر دل کانپتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

فقد باء بغضب من اللّٰہ وماواہ جھنم وبئس المصیر (۸/۱۶)	"اس پہ خدا کا غضب ہے اور اسکا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم لوٹنے کی بُری جگہ ہے۔"

پس جب کلمۂ کفر میں دوسروں کے لئے رستہ کھلنے کا ڈر ہو تو وہ کس طرح جائز رہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلقِ قرآن کے مسئلہ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ پر جب امتحان کا وقت آیا اور بادشاہ نے ان کو طلب کیا جس سے جان کا خطرہ ہوا تو کسی دوست نے ان کو رائے دی کہ قرآن مجید میں اکراہ کے وقت کلمہ کفر کی اجازت ہے۔ آپ بھی اسی پر عمل کرتے ہوئے قرآن کو مخلوق کہدیں۔ باہر بہت دنیا کا ہجوم تھا۔ لوگ امام احمدؒ کے خیال کے منتظر تھے۔ فرمایا باہر نکل کر دیکھ کس قدر لوگ جمع ہیں۔ اس نے نکل کر دیکھا تو زمین پٹی ہوئی تھی۔ امام احمدؒ کو آکر خبر دی تو فرمایا۔ میں اپنا بوجھ تو اپنے ذمے لے سکتا ہوں۔ اتنی دنیا کا بوجھ اپنے اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ جس سے امام احمدؒ کا مطلب یہی تھا کہ قرآن مجید کی آیت اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ مگر اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ وہ کلمہ کفر صرف کلمہ کفر کہنے والے کی ذات تک محدود رہے۔ اگر اس سے اوروں کے عقائد بدلنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس آیت کے تحت اجازت نہیں بلکہ اس وقت یہ میدان جنگ سے بھاگنے کی مثال ہے۔ اگر کلمۂ کفر مطلقاً کہنا جائز ہو تو نبی کو بھی اکراہ

کے موقعہ پر کلمۂ کفر کی اجازت ہو گی تو معاذاللہ پھر تبلیغ کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ اور شیعوں کا تقیہ کا مسئلہ بھی درست ہو جائے گا۔ مگر یہ کسی صورت جائز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اکراہ کی بھی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ وہاں جان دے دینا ہی ضروری ہے۔ اور ان ہی میں سے ایک یہ صورت ہے کہ اکراہ سے کسی کا خون کرنا درست نہیں۔ یعنی اس کو کہا جائے کہ تو فلاں کا خون کر ورنہ تجھے قتل کر دیا جائے گا تو اس وقت اس پر ضروری ہے کہ خود قتل ہو جائے۔ اور دوسرے کو قتل نہ کرے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ بلکہ امام شافعی رح سے ایک روایت میں ہے کہ اگر قتل کرے گا تو اس پر قصاص واجب ہو گا۔ یعنی مقتول کے عوض اس کو قتل کیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو تفسیر جلد ۵ صفحہ ۲۵۶۔

خلاصہ یہ کہ اکراہ کی آیت ایسی عام نہیں کہ خواہ کتنا ہی نقصان ہو جائے کلمہ کفر کی اجازت دے دی جائے بلکہ وہ صرف ہنڈی میں تیل ہانڈی اُبلے اپنے کنڈے سے سارٹے تک محدود ہے۔ یعنی امام احمد رح کے قول کے مطابق دوسرے کا بوجھ لینے کی اجازت نہیں۔

شرکیہ دم جھاڑا کس قسم سے ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

اب شرکیہ دم جھاڑا کی طرف آئیے۔ اول تو وہ زنا کے حکم میں ہے

یعنی اس میں اکراہ کی صورت ہی پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عملیات کا اثر توجہ پر موقوف ہے۔ اور اکراہ توجہ کے منافی ہے کیونکہ شدت خوف کی وجہ سے انسان توجہ نہیں ڈال سکتا۔ علماء کو ایسی فرضی صورتیں بنانی لائق نہیں جن کا وقوع ہی نہ ہو۔ خاص کر ایسی فرضی صورتیں بنا کر اختلاف ڈالنا اور لوگوں کی تشویش کا باعث بننا یہ کس قدر مذموم ہے۔ خدا اس سے محفوظ رکھے اور علماء کو سمجھ دے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو سمجھ کر لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنیں۔ آمین۔

دوم۔ شرکیہ دم جھاڑا میں فعل کا دخل ہے۔ کیونکہ دم میں پہلے پڑھا جاتا ہے۔ پھر پھونکا جاتا ہے نیز اس میں توجہ ہوتی ہے بلکہ اور کئی کام کرنے پڑتے ہیں۔ جیسے فلیتے جلانا۔ دھونی دینا وغیرہ اور ظاہر ہے۔ کہ پھونکنا اور توجہ ڈالنا اور دیگر کام کرنا فعل ہیں۔ اور اوپر گذر چکا ہے کہ اکراہ کے وقت صرف کلمہ کفر کی اجازت ہے۔ فعل کی اجازت نہیں۔ پس اس

لہ اگر کہا جائے کہ شرکیہ دم جھاڑا سے مراد شرکیہ دم جھاڑا کے الفاظ ہیں توجہ وغیرہ مراد نہیں تو اسکی بابت عرض ہے کہ پھر اس سلسلہ میں بحث کرنا ہی فضول ہے کہ اکراہ کے وقت شرکیہ دم جھاڑا جائز ہے کیونکہ توجہ وغیرہ کے بغیر دم جھاڑا ہی نہیں بنتا پھر ایسے نازک مسائل میں الفاظ کچھ بولنے اور مراد کچھ رکھنی اور خواہ مخواہ لوگوں کی تشویش بلکہ گمراہی کا باعث بننا کیا یہ علماء کی شان ہے؟ معاذاللہ۔ ۱۲

بنا پر شرکیہ دم جھاڑا ناجائز ہوا۔ تو گویا اول تو یہ صورت فرضی ہے۔ اور بر فرضی کے علاوہ فعل ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

سوم :۔ اس سے لوگوں کا فتنے میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ جب لوگ اس کا اثر دیکھیں گے تو خواہ مخواہ اس میں مبتلا ہوں گے۔ دنیا کا اکثر حصہ جو شرکیات میں مبتلا ہے۔ وہ یہی دلائل پیش کرتا ہے کہ فلاں قبر پہ یہ ہو گیا۔ فلاں مزار پہ یہ شئی مل گئی۔ فلاں اس منتر سے کامیاب ہوا۔ چنانچہ کسی قدر اس کی تفصیل ہمارے رسالہ سماع موتیٰ میں موجود ہے۔ اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو صراط مستقیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ۔ مجالس الابرار صیانۃ الانسان۔ رد دحلان۔ بلاغ المبین شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ملاحظہ فرمادیں۔ اور اہلِ بدعت کی کتابیں تو اس قسم کے واقعات اور اس قسم کے دم جھاڑا سے بھری پڑی ہیں جن کو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا کی گمراہی کا بڑا سبب یہی ہے بلکہ عام طور پر لوگوں میں اس کا مشاہدہ بھی ہو رہا ہے اور ابھی گذرا ہے کہ اکراہ کے وقت کلمہ کفر بے شک جائز ہے مگر جو صورت لوگوں کے فتنے کا باعث ہے وہ جائز نہیں۔ پس شرکی دم جھاڑا کی تاثیر چونکہ دنیا کی گمراہی کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شرکیہ دم جھاڑا کی اجازت نہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے۔

عن عوف بن مالك الاشجعي عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے، کہ

قال كنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یا رسول اللّٰہ کیف تری فی ذلك فقال اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقی مالم یکن فیه شرك۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب الطب)

ہم جاہلیت میں دم جھاڑا کرتے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا اپنے دم جھاڑے مجھ پر پیش کرو۔ فرمایا دم جھاڑ میں کوئی حرج نہیں۔ جب تک شرکیہ نہ ہو۔

یہ حدیث عام ہے اس سے تخصیص کے لئے کسی زبردست دلیل کی ضرورت ہے۔ رہی آیت اکراہ تو اس کا حال معلوم ہو چکا کہ اس کا دائرہ محدود ہے نہ فعل اس میں داخل ہے نہ فتنہ کی صورت میں داخل ہے نہ دوسرے کا خون اس میں داخل ہے وغیرہ۔ اگر اکراہ کیوقت قتل کے خوف سے شرکیہ دم جھاڑا درست ہو تو لازم آتا ہے کہ جس کو سانپ کاٹ جائے اگر وہ خود شرکیہ دم جھاڑا جانتا ہو تو مرنے کے خوف سے وہ اپنے پر شرکیہ دم جھاڑا کر سکتا ہے۔ دیکھئے یہاں دوسرے کے اکراہ کے بغیر ہی شرکیہ دم جھاڑا جائز ہو گیا حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں فرماتے ہیں کہ دم جھاڑا میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

کیا کفر اور شرک ایک ہیں یا دو؟

صفحہ ۲ میں حدیث گذر چکی ہے۔ لا تشرك باللّٰہ شیئا وان قتلت

او حرقت۔ یعنی "خدا کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تو قتل کیا جائے یا جلایا جائے"
یہ حدیث بظاہر آیت الا من اکرہ کے منافی ہے اس کا جواب وہیں صفحہ۱ میں گذر چکا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں اکراہ کے وقت کفر کی رخصت ہے شرک کی نہیں۔ اور اس حدیث میں شرک کا ذکر ہے پس کفر جائز ہے شرک جائز نہیں لیکن یہ ان کی ڈبل غلطی ہے۔ جس کے کئی وجوہات ہیں۔

وجہ اول:۔ آیت کریمہ الا من اکرہ عمار رضؓ کے حق میں اتری ہے اور عمارؓ نے شرک ہی کیا تھا۔ چنانچہ اوپر شانِ نزول گذر چکا ہے کہ عمارؓ نے بتوں کا ذکر خیر کے ساتھ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی۔ اور زاد المعاد وغیرہ میں اور صحابہ کی نسبت بھی آیا ہے کہ کفار ان سے لات وعزیٰ وغیرہ کو الٰہ کہلواتے۔

وجہ دوم:۔ جیسے آیہ کریمہ انّه من یشرك بالله فقد حرم الله علیه الجنة میں مشرک پر جنّت حرام کی ہے۔ اسی طرح آیہ کریمہ ان الله حرمهما علی الکافرین میں کافروں پر بھی جنّت حرام کی ہے جب نتیجہ دونوں کا ایک ہے تو فرق فضول ہے۔ اگر کہا جائے کہ مشرک اور کافر پر

لہ اس روایت میں شرک سے مراد وہ شرک ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے ورنہ ویسے تو ریاء کو بھی قرآن مجید میں شرک کہا ہے چنانچہ سورہ کہف کی آخری آیت میں ہے ولا یشرك بعبادة ربه احدا۔ اس سے مراد ریا ہے ۔ ۱۲

جنت کا حرام ہونا یہ شرک کفر کے ایک ہونے کی دلیل نہیں۔ جیسے آگ اور آفتاب دونوں حرارت کا باعث ہیں۔ اور سوئی اور کانٹا چبھنے سے درد ہوتا ہے مگر ہیں دونوں الگ۔ ٹھیک اسی طرح شرک وکفر کو سمجھ لینا چاہیئے جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ آگ اور آفتاب اسی طرح سوئی اور کانٹا بعض باتوں میں مختلف ہیں لیکن بعض باتوں میں ان کا اختلاف ہے۔ مثلاً آفتاب سے موسم بدلتے ہیں۔ کھیتیاں پکتی ہیں۔ آگ سے کھانا تیار ہوتا ہے۔ کئی طرح کے کارخانے چلتے ہیں۔ سوئی سلائی کے کام آتی ہے۔ کانٹے میں یہ بات نہیں۔ اس لئے یہ الگ الگ شمار ہوتے ہیں۔ برخلاف کفر وشرک کے کہ ان کا الگ الگ نتیجہ نہیں نکلتا تو پھر آگ اور آفتاب وغیرہ پر قیاس کس طرح صحیح ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ کفر اکراہ کے وقت جائز ہے۔ اور شرک جائز نہیں تو ان کا نتیجہ الگ الگ ثابت ہوگیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی تو محلِّ نزاع ہے کسی اور بات میں ان کا نتیجہ الگ الگ بتلاؤ تو ہم سمجھ لیں گے کہ کفر اور شرک کا جنّت کے حرام کرنے میں متفق ہونا ان کے ایک ہونے کی دلیل نہیں۔

وجہ چہارم :- کفر اور شرک کے لغوی معنے میں اگرچہ فرق ہے۔ شرع میں ایک ہی ہیں۔ کیونکہ جو کافر ہو کر اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس کا معبود اس کی ہوا ر نفسانی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے ارأیت من اتخذ

الٰهه هواه یعنی۔ اس شخص کو تو نے دیکھا ہے جس نے اپنا معبود اپنی ہوا
کو بنا رکھا ہے ؟ اس کی پوری تفصیل ہمارے اشتہار "کلمہ توحید" میں ملاحظہ
ہو جو رسالہ گراموفون کے ساتھ شامل ہے، پس جب شرع میں کفر و شرک
میں کوئی فرق نہیں تو اکراہ کے وقت کفر کو جائز کہنا بعینہٖ شرک کو جائز
کہنا ہے۔

وجہ پنجم :۔ خدا نے شرک کو کفر کہا ہے اور کفر کو شرک، چنانچہ آیہ کریمہ
لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم۔ اور اس کے
بعد کی آیت ثالث ثلثہ میں ہے۔ پہلی آیت میں مسیح کو عین خدا ماننا کفر
ہے۔ اور اس کو شرک کہا ہے۔ اور دوسری آیت میں ثالث ثلثہ (یعنی خدا
کو تیسرا تینوں کا ماننا شرک ہے۔ اس کو کفر کہا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا۔ کہ
دونوں ایک ہیں۔

وجہ ششم :۔ احادیث میں ہے کہ بندے کے درمیان اور شرک
کے درمیان فاصلہ ترک صلوٰۃ ہے۔ یعنی ترک صلوٰۃ سے مشرک ہو جاتا ہے
گویا ترک صلوٰۃ کو شرک کہا۔ اور احادیث میں اس کو کفر بھی کہا گیا ہے اس
سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں ایک ہیں۔

تنبیہ :۔ اگر بالفرض کفر اور شرک میں فرق ہو تو عام خواص کا فرق
یعنی کفر عام ہو گا۔ جس میں شرک بھی داخل ہے جیسے قرآن مجید میں سورۃ

لم یکن الذین کفروا کے شروع میں اہل کتاب اور مشرکین دونوں کو کافر کہا ہے۔ اور آیہ کریمہ الا من اکرہ میں اکراہ کے وقت کفر کی رخصت ہے۔ پس اس کے ضمن میں شرک کی بھی رخصت ہو گئی۔ ہاں شرکیہ دم جھاڑا کسی صورت جائز نہیں۔ چنانچہ اوپر تفصیل ہو چکی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

فہرست کتب مکتبہ تنظیم اہلحدیث

تصانیف محدث روپڑیؒ

فتاوی اہلحدیث	۸۴-۰۰
کتاب المستطاب عربی	۲۵-۰۰
اہلحدیث کے امتیازی مسائل	۹-۰۰
رفع الیدین اور آمین	۷-۵۰
رد بدعات	۵-۲۵
وسیلہ بزرگان	۳-۰۰
عرس اور گیارھویں	۲-۲۵
حکومت اور علمائے ربانی	۳-

تصانیف ابن تیمیہؒ

کتاب الوسیلہ	۲۴-۰۰
تفسیر آیت کریمہ	۱۸-۰۰
تفسیر سورہ اخلاص	25/00
افادات ابن تیمیہؒ	۶-۰۰
توحید کیا ہے۔	۳-۰۰
شرک کیا ہے۔	۲-۵۰
مجذوب	۱-۵۰

تصانیف مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

تفسیر ثنائی	۱۰۰-۰۰
قرآن مجید ثنائی	۶۵-۰۰
اہلحدیث کا مذہب	۳-۰۰
مقدس رسول	۳-۰۰
خلافت و رسالت	۱-۵۰
القرآن العظیم	۱-۵۰
اجتہاد و تقلید	۲-۰۰

تصانیف فیض عالم صدیقی

حقیقت مذہب شیعہ	۳۶-۰۰
اختلاف امت کا المیہ	۳۴-۰۰
سلطان ٹیپو شہیدؒ	۲۵-۰۰
صدیقہ کائنات	۲۵-۰۰
عزت رسول	۱۰-۰۰
سیدنا حسن بن علی	۸-۲۵
شہادت ذوالنورینؓ	۹-۰۰